عجوبۃ الکتاب

مترجمین

پادری ڈاکٹر ای - پی جینویر

و

پادری سُکھ لال

اے - پی - مشن

Revd. DYSON HAGUE'S

THE WONDER OF THE BOOK

(In Urdu)

پہلی بار دو ہزار جلدیں   ۱۹۳۲ء   قیمت فی جلد

-/-/6

دیباچہ

یہ چھوٹی کتاب پہلے پہل ۱۹۱۲ء میں تصنیف ہوئی تھی - اُس وقت سے لیکر اور اب تک امریکہ، انگلستان میں یہ کئی بار شائع ہو چکی ہے - اسوقت میں اسکو کچھ اضافہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں کہ اسکے ذریعہ بہتیروں کا علم اور ایمان مضبوط کیا جائے - اُمید ہے کہ اس سے منادوں - اُستادوں اور دیگر ہادیوں کو اپنے اپنے کام کے لئے مضامین تیار کرنے میں بہت مدد ملیگی -

میں ان صاحبان کا نہایت مشکور ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تعریف کر کے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا - ناظرین معاف فرمائینگے اگر میں اپنے دوست پادری گریفتھ تھامس صاحب کی گواہی یہاں درج کروں - یہ تعریف بغیر ہماری درخواست کے یورپ کے ایک اخبار میں چھپی تھی -

بائبل کی قدر اور برکت کی نسبت اگر کوئی مختصر اور پختہ گواہی حاصل کرنا چاہے تو اُسکو "عجوبتہ الکتاب" نامی کتاب کو پڑھنا چاہئے - اس چھوٹی کتاب میں بائبل کی جو حقیقت ظاہر کی گئی ہے وہ خداوند یسوع مسیح کے اس مقصد کو پورا کرنے میں بہت مدد دیگی جو اُس نے ان الفاظ میں ظاہر کیا - اُنھیں سچائی کے وسیلے سے مقدس کر - تیرا کلام سچائی ہے - یوحنا ۱۷:۱۷

عجوبۃ الکتاب

"تیری شہادتیں عجیب و غریب ہیں"۔ یہ جوشیلی گواہی ۱۱۹ویں زبور کی ۱۲۹ویں آیت میں پائی جاتی ہے۔ یہی گواہی صدیوں سے زمانہ بزمانہ گونجتی چلی آئی ہے۔ کیونکہ اس کتاب کی نسبت جسقدر ہمارا تجربہ وسیع ہوتا جاتا ہے اُسی قدر ہم زیادہ متعجب ہوتے جاتے ہیں۔ جہاں تک ہم اسکی گہرائی میں پہنچتے ہیں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک معمولی کتاب نہیں بلکہ خاص کتاب ہے۔ جب سر والٹر اسکاٹ صاحب بستر مرگ پر گئے تو اُنھوں نے اپنے داماد لاکھرٹ صاحب سے درخواست کی کہ کتاب میں سے کچھ پڑھکر سناؤ۔ جب لاکھرٹ صاحب نے پوچھا کہ کس کتاب سے؟ تو اُنھوں نے جواب دیا کہ تمام دنیا میں صرف ایک ہی کتاب ہے یعنے بائبل۔ ہاں وہی اکیلی مکمل کتاب ہے۔ وہی دائمی ہے۔ وہی اصلی آواز ہے اور سب گونج ہی گونج ہیں۔

ہم سب جانتے ہیں کہ بائبل کے لفظی معنے کتاب کے ہیں۔ یونانی زبان میں اس کتاب کا سرنامہ ہی ببلاس یعنے الکتاب ہے۔ یہی ایک اکیلی کتاب ہے جو دیگر کتابوں سے اسقدر اعلیٰ و بالا ہے۔ جس قدر کہ آسمان زمین سے۔ یا جیسے خدا کا بیٹا انسان کے بیٹوں سے اعلیٰ و بالا ہے مقابلہ کرو یوحنا ۱:۱-۳۲ و ۳:۳۱ و ۱۷:۱۶ ۱؎

۱؎ تیرا کلام سچائی ہے" یوحنا ۱۷: ۱۶ کلام ظاہر ہونا اور مجسم اور تجسم سے پیشتر ایک الہی اور پوشیدہ موافقت پائی جاتی ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ کلام خدا تھا۔" یوحنا ۱: ۱-۳ سفیر صاحب

اس کی بناوٹ کا عجوبہ

اس کتاب کی نسبت سب سے پہلی بات جو ہماری حیرت کو بڑھاتی ہے وہ اسکا وجود ہے۔ جس کسی نے پاک کلام کے آغاز اور اسکی تواریخ پر غور کیا ہے اسکی حیرت کی کچھ انتہا نہیں رہی۔ کسی ایک شخص کو بائبل لکھنے کا حکم نہیں ملا تھا۔ اور نہ ہی جن لوگوں نے بائبل لکھی انھوں نے آپس میں یہ اصلاح ومشورہ کیا کہ آؤ چلیں ہم سب ملکر بائبل لکھیں۔ وہ طریقہ کہ جس میں صدیوں کے عرصہ میں بائبل بتدریج بڑھی ہے۔ سو ایک بھید ہے۔ یہ حصہ بحصہ تھوڑا تھوڑا کر کے تتر بتر پارچوں میں صدیوں کے دوران میں ظاہر ہوئی۔ جہاں تک ہم کہہ سکتے تو اسکے لکھنے والوں نے آپس میں صلاح کر کے نہیں لکھا۔ ایک آدمی نے ایک حصہ سیریہ میں لکھا تو دوسرے نے دوسرا حصہ عرب میں اور تیسرے نے تیسرا حصہ اٹلی یا یونان میں لکھا۔ بعض نے اوروں سے صدہا سال قبل یا بعد میں لکھا۔ اس کا پہلا حصہ آخری حصہ لکھنے والے کی پیدائش سے ڈیڑھ ہزار برس قبل لکھا گیا۔ اور کل کتاب تقریباً ۱۶۰۰ سال کے عرصہ میں لکھی گئی[۲]

(باقی نوٹ صفحہ ۳) کے قول کے مطابق یسوع مسیح انسان تھا اور انسان سے بڑھکر بھی۔ یسوع یہودی تھا تو بھی کل بنی آدم کا۔ ابن آدم پھر بھی ابن خدا وہ خداوند آسمان سے تھا۔ یوحنا ۳: ۳۱ کا یہ کلام کہ جو اوپر سے آتا ہے وہ سب سے اوپر ہے جو زمین سے ہے وہ زمین ہی سے ہے اور زمین ہی کی کہتا ہے۔ جو آسمان سے آتا ہے وہ سب سے اوپر ہے" جیسا یسوع مسیح پر صادق آتا ہے۔ ویسا ہی پاک کلام پر بھی صادق ہے۔

(۲) یورپ کی تواریخ کے ۱۶۰۰ سال کے عرصہ پر غور کرتے ہوئے اگسٹین۔ جروم۔ بیڈ۔ انسلیم اور تب صدیوں کے بعد ٹامس کیمپس۔ وکلف۔ ملٹن۔ اسپنسر۔ بیکن۔ ہوکر۔ کالون۔ لوتھر

اسکے ساتھ کسی اور کتاب کو لیجئے اور سوچئے کہ وہ کیسے ایک کتاب بن گئی۔
۹۰ فیصدی کا حال یہ ہے کہ کسی شخص نے ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا۔ اس کے بعد اُس نے اپنے ذہن میں اسکا ڈھانچہ تیار کیا۔ پھر اس نے سامان جمع کیا تب اُس نے یا تو خود لکھا یا کسی سے لکھوایا۔ اس کے بعد اسکی نقل کروائی یا چھپوائی۔ یوں وہ کتاب دو یا تین مہینے یا سال میں پوری ہوئی۔ عموماً کسی کتاب کے تصنیف کرنے میں دس سال سے زیادہ نہیں لگتے۔ یعنے ایک شخص اپنے ہی زمانے میں اُسے ختم کر لیتا ہے۔ مگر یہاں ہمارے سامنے ایک کتاب ہے جسکے تصنیف کرنے میں کم از کم ڈیڑھ ہزار سال لگے۔ اس عرصہ میں بنی آدم کی ایک نہیں بلکہ ۴۰ پشتیں گذریں!

ان باتوں پر غور کرنے سے ہمارے خیالات خدا کی بابت وسیع ہو جاتے ہیں اور یوں ہم اُسکے بے حد صبر کو نئے طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ ہمیں خدا کی اس بڑے عرصہ کی خاموشی پر حیرت آتی ہے جبکہ انسان تو ایک ہلچل اور کشمکش میں مبتلا نظر آتا ہے۔ اسی خاموشی کے عرصے میں اُس نے اس عجیب کتاب کے سامان کو بڑھایا اور وقتاً فوقتاً اُس میں سے کچھ کچھ ظاہر بھی کیا۔ کبھی کچھ تواریخ تو کبھی تھوڑی سی نبوت۔ پھر کبھی کچھ نظم اور کبھی کسی کی سوانحعمری۔ پس جیسی خاموشی میں خدا کی پُرانی ہیکل بنی (۱ سلاطین ۶-۷) اُسی خاموشی کے درمیان آہستہ آہستہ عجوبۃ الکتاب تیار ہو کر اس محتاج دنیا کے سامنے آئی۔

جب حضرت موسیٰ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اس کتاب کے صرف پانچ چھوٹے حصے موجود تھے۔ جب حضرت داؤد تخت نشین ہوئے تو کچھ اور

(باقی نوٹ صفحہ ۴) جیرمی ٹیلر۔ شیکسپیر۔ جنسن۔ گولڈسمتھ۔ میکالی۔ ڈی ایل۔ نیومن۔ ٹینی سن یہانتک کہ چالیس پچاس مصنفوں کی تصنیفات میں سے کچھ حصے انتخاب کرو تب آپکے پاس ایک مصالح ہوگا۔ کچھ ایسا ہی مصالحہ تھا جسکو روح القدس نے بائبل کی تیاری میں استعمال کیا۔

نسخے تھے۔ شاہزادے کاہن اور نبی ایک ایک کرکے اپنا چھوٹا یا بڑا حصہ ختم کرتے گئے یہانتک کہ آخر کار پرانے عہدنامے نے مکمل صورت اختیار کی۔ اس کتاب میں سے آج تک نہ کوئی حرف نہ کوئی نقطہ۔ نہ کوئی جملہ اور نہ کوئی آیت تبدیل ہوئی ہے۔ مشہور یہودی مورخ یوسیفس کا قول ہے "حالانکہ کئی صدیاں گذر چکی ہیں مگر آج تک کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ اس کتاب میں سے کچھ نکال ڈالے یا اس میں کچھ بڑھا دے یا کسی قسم کی کوئی تبدیلی کرے۔ کیونکہ یہودیوں پر بچپن ہی سے یہ نقش کیا گیا ہے کہ یہ کتاب خدا کے پاک کلام کا خزانہ ہے۔"

اگر ہم پرانے عہدنامہ کی ۳۹ کتابوں کے وجود میں آنے پر متعجب ہیں تو نئے عہدنامہ کی ۲۷ کتابوں کے وجود پر اور زیادہ تعجب کرنا چاہئے۔ قدیم یہودیوں کو کتابیں لکھنے کا شوق کبھی نہیں تھا۔ یوسیفس کو چھوڑ ان میں اور کوئی مشہور مصنف نہیں ہوا۔ انکے سیکھنے اور سکھانے کا کام صرف زبانی ہوتا تھا۔ اس سبب سے کتابوں کی تصنیف میں ان کا دل نہیں لگتا تھا۔

خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کا بھی یہی حال تھا۔ ان کی سمجھ میں پرانے عہدنامہ میں کچھ بڑھانے یا گھٹانے کا کام نہ تھا۔ نئے عہدنامہ کا جو پاک کلام کا ایک حصہ ہے یہودیوں سے لکھوایا جانا ایک اخلاقی معجزہ تھا کیونکہ یہ کام ان کی استعداد سے کہیں زیادہ تھا۔ صرف اتنا نہیں بلکہ ان کا مالک بھی کوئی مصنف نہ تھا۔ جہانتک ہمیں علم ہے یسوع نے اپنے ہاتھ سے ایک سطر بھی نہیں لکھی۔ اور نہ اسکے شاگردوں کے دماغ میں یہ بات آئی کہ چلو ہم پاک کلام کا دوسرا حصہ لکھکر اس میں اضافہ کریں۔ خداوند یسوع مسیح کی وفات کے بعد کے پچاس برس بعد تک نئے عہدنامہ کی شاید ایک سطر بھی نہیں لکھی گئی تھی بعد ازاں بغیر کسی انسانی انتظام کے محض خدا کے ارادہ اور خیال سے انجیل مقدس کا حصہ آہستہ آہستہ تیار ہوا۔ خیال رکھنا چاہئے کہ کسی نے پہلے سے اس کا کوئی بند و بست نہیں کیا تھا۔ متی، مرقس، لوقا اور یوحنا نے مل کر

کوئی کمیٹی نہیں کی تھی کہ چلو ہم خداوند کے بارے میں کچھ لکھیں۔ اور نہ متی نے کہا کہ میں خداوند یسوع مسیح کو بادشاہ کی صورت میں پیش کرونگا۔ نہ مرقس نے یہ بیڑا اُٹھایا کہ اُس کو خادم کی حیثیت سے ظاہر کرے۔ نہ لوقا نے کہا کہ میں اُسے کامل انسان کی صورت میں دکھانا چاہتا ہوں۔ اور نہ یوحنا نے کہا کہ میرا یہ حصہ ہوگا کہ میں اُسے ابن اللہ کے طور پر ظاہر کروں۔ نہ یہ ہوا کہ پولوس اور یعقوب نے مل کر صلاح مشورہ کرکے دعا کے بعد یہ طے کیا ہو کہ پولوس تواریخی باتوں پر لکھے اور یعقوب مسیحیت کی عملی باتوں پر زور دے۔ اس قسم کی کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی حقیقت یہ ہے کہ اُنھوں نے لکھا جیسا کہ روح القدس نے اُن کو تحریک دی (۲ پطرس ۱: ۲۱)۔ بعضوں نے تواریخی سلسلے اور بعضوں نے خطوط لکھے تاکہ اُس جلالی سچائی کا اظہار کرکے اپنی خواہش کو پورا کریں۔ نتیجہ تو یہ ہے کہ اُنھیں تواریخی سلسلوں اور خطوط کا ایسا مجموعہ ہو گیا جس کو ہم انجیل یا نیا عہدنامہ کہتے ہیں۔ اس کتاب کی وحدت بالکل معجزانہ ہے اور اُس کی بناوٹ نہایت عجیب ہے۔ بشپ ویسکٹ صاحب فرماتے ہیں کہ "اس کتاب کے مختلف حصوں میں کوئی انتظامیہ تعلق نظر نہیں آتا۔ اگر ان مختلف حصوں کے مجموعہ سے کوئی مکمل کتاب بن گئی تو یہ لکھنے والوں کے انتظام سے نہیں ہوا بلکہ اُس خدا کی مرضی اور قدرت سے ہوا جس کی تحریک کے مطابق اُنھوں نے اپنا کام کیا۔" پس یہ کافی ثبوت ہے کہ یہ کوئی انسانی کتاب نہیں بلکہ قادر مطلق خدا کا کلام ہے۔

اس کی یکسانیت کا ثبوت

ایک اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اگرچہ بائبل ایک ہی کتاب ہے تو بھی وہ کئی کتابوں کے مجموعہ سے بنتی ہے۔ ہم اس کا ذکر ایک کتاب کے طور پر

کرتے ہیں اور شاید ہی کبھی یہ سوچتے ہیں کہ وہ ایک کتب خانہ بھی ہے۔ یہ ایک مکمل کتب خانہ ہے۔ جس میں ۶۶ مختلف جلدیں ہیں جن کو تیس۳۰ یا چالیس مصنفوں نے تین مختلف زبانوں میں لکھا۔ اُن کے مضامین بھی مختلف ہیں۔ ایک مصنف نے تواریخ لکھی اور دوسرے نے سوانح عمری۔ کسی نے حفظ صحت پر لکھا تو کسی نے علم الٰہی پر۔ کسی نے نظم اور کسی نے نبوت۔ کچھ لوگوں نے فلسفہ پر لکھا اور بعضوں نے سلطنت کے اصول بیان کئے۔ ٭ اگر یہ ۶۶ کتابیں الگ الگ لکھی جائیں اور موٹے حروف میں دبیز کاغذ پر چھاپی جائیں اور الگ الگ جلدیں باندھی جائیں تو ایک میز پر ان سب کا سمانا مشکل ہوتا۔ پھر بھی ہم کیا دیکھتے ہیں کہ یہ ۶۶ کتابیں ایک چھوٹی سی کتاب میں تیار کی گئیں جس کو ایک چھوٹا بچہ بڑی آسانی سے اپنے چھوٹے سے ہاتھ میں لے جا سکتا ہے۔

سب سے عجیب معاملہ یہ ہے کہ اُنکے مضامین ایسے مختلف اور مشکل تھے تاہم حقیقت میں اُن سب کا ایک ہی مشترک مضمون تھا جو سب مضامین سے زیادہ مشکل ہے۔ یاد رکھئے کہ اس کتاب کے لکھے جانے میں پندرہ سو سال کا عرصہ گذرا اور تعجب خیز معاملہ یہ ہے کہ اول لکھنے والے کو اس کی مطلق خبر نہ تھی کہ آخری مصنف کیسے مضمون پیش کریگا۔ تاہم ان الہامی مصنفین نے ان کتابوں کا ایسا سلسلہ جاری کیا کہ کوئی شخص آج کے دن بائبل کو

٭ مثال کے طور پر روت کے دلچسپ اور عجیب قصے کو لے لو۔ یہ ایک معمولی خاندان کا سچا قصہ ہے جس میں ایک شریف عورت کی وفاداری کی تجلی اور ایک دیانت دار مرد کی ہمدردی اور محبت کا اظہار ہے۔ ہم کو خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ یہ بیان بائبل میں آیا ہے۔ پارکر صاحب کے قول کے مطابق بائبل ایسی اعلیٰ کتاب ہو سکتی ہے کہ اس میں ایسا بیان جگہ نہ پاتا۔ لیکن روت کے بیان کو پڑھکے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بائبل عام لوگوں کی کتاب ہے جس میں معمولی خاندانوں کا بھی ذکر آتا ہے۔ اور جو تمام انسانی حالات و حرکات سے تعلق رکھتی ہے۔

دیکھکر یہ نہیں سوچتا کہ یہ ۶۶ کتابیں ہیں بلکہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ ایک ہی مکمل کتاب ہے۔ اور اُس کی یہ خوبی ایک معجزہ ہے۔

اُس کی عمر رسیدگی اور جوانی کا عجوبہ

ایک اور تعجب کی بات یہ ہے کہ بائبل جیسی عمر رسیدہ کتاب ابتک پڑھی جاتی ہے۔ کسی کتاب کی عمدگی کی کسوٹی اُس کے قیام کا زمانہ ہے۔ کیا آپ کو کوئی ایسی کتاب معلوم ہے جو ایک ہزار سال قبل لکھی گئی ہو اور اب بھی مقبول عام ہو کر پڑھی جاتی ہو۔ بہت کتابیں جو کچھ دنوں پہلے بڑے شوق سے پڑھی جاتی تھیں اب اُن کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے جن کتابوں کو کچھ عرصہ پہلے لوگ اول درجہ کی کتابیں جان کر تلاش کر کے بڑے شوق سے پڑھا کرتے تھے وہ بھی اب شاید ہی کہیں پڑھی جاتی ہوں اُن کا حال پاک کلام میں کیا خوب بتایا گیا ہے کہ "دنیا کی شکل بدلتی جاتی ہے" ۱کرنتی ۷: ۳۱۔ واقعی دنیا کی شکل بدلتی رہتی ہے۔ سو اُن قدیم کتابوں کی تاثیر جاتی رہی۔ اب اُن کو کوئی نہیں پوچھتا ؎ آخر کار وہ کونسی کتاب ہے جو پانچسو سال پہلے تصنیف ہوئی اور اب عام طور پر پڑھی جاتی ہو؟ پرانی بڑھیا کتابوں کے کچھ حصے مدرسوں میں لڑکوں کے دماغ میں زبردستی پہلے ہی بھر دئے جاتے ہوں لیکن عام لوگ اُنھیں شوق سے کبھی نہیں پڑھتے۔ اب تو وہ عالم فاضل لوگوں ہی کے

؎ کچھ عرصہ ہوا کہ ایک انگریز صاحب نے مسس ہمفری وارڈ کو اُن کی اپنی تصنیف کردہ دو کتابوں بنام رابرٹ ایسمیر اور ڈیوڈ گریو کی تعریف کرتے سُنا۔ صاحب موصوف نے اُس تعریف کو بیوقوفی سمجھا اور کہا کہ چونکہ عام خیالات اتنے بدل گئے ہیں کہ ہم مسس ہمفری وارڈ کی رائے کی بہ نسبت پرانے چینی شاعروں کی رائے سے زیادہ اتفاق کر سکتے ہیں۔

پڑھنے کی چیز رہ گئی ہے۔ وہ کتابیں تقریباً مردہ سی ہو گئی ہیں۔ در حقیقت جس قدر کوئی کتاب پرانی ہو جاتی ہے اُسی قدر لوگ اُس پر کم توجہ دیتے ہیں اور مختلف قوموں کو اُس کے پڑھنے کا موقع اتنا ہی کم ہوتا ہے۔

ایک اور بات غور طلب ہے کہ عام طور پر جو کتاب جس قوم کے درمیان تصنیف ہوتی ہے اُس کی اشاعت اُسی قوم میں زیادہ ہوا کرتی ہے۔ مثلاً جو کتاب اسپین ملک میں تصنیف ہوئی وہ روس میں بہت اشاعت نہیں پاتی۔ جرمن ملک کی کتابیں جرمن میں اور انگلستان کی کتابیں انگلستان ہی میں زیادہ پڑھی جاتی ہیں۔ ایسی کتابیں بہت کم ہیں جو ایک قوم میں تصنیف ہو کر دوسری قوم کے درمیان زیادہ اشاعت حاصل کریں۔ اگر ترکی۔ چین۔ میکسیکو اور برازیل ملکوں کی تصنیفات کی نسبت دریافت کیا جائے تو سینکڑے فی صدی اشخاص وہاں کے کسی ایک مصنف کا بھی نام بتا نہیں سکتے۔ لیکن بائبل کی معجزانہ خوبی یہ ہے کہ باوجود اس قدر قدیم کتاب ہونے کے اب تک اُس کی اشاعت نہ صرف ایک قوم میں بلکہ ہر قوم میں بڑے زور شور سے جاری ہے

سر ولیم جونس صاحب ہماری توجہ اس امر کی طرف راغب کرتے ہیں کہ جو کتابیں ایشیا میں تصنیف ہوئیں وہ کافی رد و بدل کے بغیر یورپ کے لوگوں کے لئے دلچسپ نہیں تھیں۔ لیکن کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ بائبل ہی اکیلی ایسی کتاب ہے کہ جس کو چاہے گرینلینڈ کے ملک میں لے جاؤ چاہے جنوبی افریقہ میں یا انگلستان میں یا ہندوستان میں وہ ہر جگہ قبولیت حاصل کرتی اور سننے والوں کے دلوں پر اثر پذیر ہوتی ہے۔ قرآن شریف ہی کو لے لیجئے کارلائل کے قول کے بموجب اُس کی جتنی تعظیم مسلمان کرتے ہیں ویسی بہت کم مسیحی اپنی بائبل کی کرتے ہیں۔ چند ایسی مسجدیں ہیں کہ جن میں شخص مثلاً باری باری قرآن شریف کو پڑھ کر دن بھر میں ختم

کر ڈالتے ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان ایسے عالم موجود ہیں کہ جنہوں نے اُسے ہزار مرتبہ پڑھ لیا ہے۔ لیکن اگر کسی انگریز یا دیگر یورپین کو قرآن پڑھ کر ختم کرنا ہو تو وہ دلچسپی کے باعث نہیں بلکہ اپنا بڑا فرض سمجھ کر پڑھ ڈالیگا۔

اب دیگر مذہبی کتب کو لیجئے اور یہ بات اور بھی صاف ہو جائیگی۔ ہندوؤں کے وید کم از کم مسیح سے ایک ہزار سال قبل تصنیف ہوئے۔ پارسیوں کی ژند اوستا پانچسو سال قبل مسیح اور بدھ مذہب کی تری پٹکا اور چینیوں کی کنگ نامی کتابیں بھی ژند اوستا کے ہم عمر ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کتاب کا ترجمہ اُس کی اصلی زبان کے علاوہ کم از کم ایک اور زبان میں ہو چکا ہے لیکن اُن کا رواج اس قدر کم ہے کہ عام لوگ اُن سے بالکل ناواقف ہیں۔ اُن کتابوں سے لوگوں کے دلوں میں کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ اگر بائبل پر سوچا جائے تو اُس کا زیادہ حصہ ایک مردہ زبان میں لکھا گیا کیونکہ عبرانی زبان جس میں وہ لکھی گئی اُس کا رواج بہت کم ہے۔ سو باوجود اس کے کہ بائبل کی تصنیف ایک مردہ زبان میں ہوئی اور اُس کے مصنفوں کو دنیا سے گذرے ہوئے دو تین ہزار سال کا عرصہ ہو چکا ہے دنیا بھر کی اور سب کتابوں سے اُس کی اشاعت اور مانگ بہت زیادہ ہے ؎۔

؎ ۔ یہ وہ بھید تھا جو زبور نویس کے دل پر منقش ہوا جب اُس نے یہ لکھا کہ "میں نے تیری شہادتوں کی بابت قدیم سے معلوم کیا کہ تو نے ان کی بنیاد کو ابدی قیام بخشا" زبور ۱۱۹: ۱۵۲۔ خداوند مسیح نے فرمایا کہ "آسمان اور زمین ٹل جائینگے لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی۔" متی ۲۴: ۳۵ و لوقا ۲۱: ۳۳۔ اگر یہ بات ہم کسی یہودی اُستاد کے منہ سے سنتے تو دل لگی سی معلوم ہوتی کیونکہ ایسی بات انسانی دائرے سے بالکل باہر ہے اور مقدس پطرس کا الہامی قول کہ "خداوند کا کلام ابد تک قائم رہیگا" ۱ پطرس ۱: ۲۳-۲۵۔ ان گذشتہ بیس صدیوں میں سچا ثابت ہوا ہے۔

اُس کی اشاعت اور پھیلاؤ کا عجوبہ

ایک اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اسی پُرانی کتاب یعنے بائبل کی تمام دُنیا میں اشاعت اور بکری سب سے زیادہ ہے۔ شاید بعض لوگ خیال کرتے ہونگے کہ بائبل پُرانے زمانہ کی کتاب ہے جس کی بکری اور مانگ اسوقت نہیں ہے۔ ٹورنٹو شہر کا ایک مشہور باشندہ جس نے اس مضمون کی چھان بین میں اپنا کافی وقت صرف کیا بتاتا ہے کہ تیس بائبل سوسائیٹیوں اور مختلف ممالک کے دیگر چھاپے خانوں کے ذریعہ بائبل کی ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ جلدیں ہر سال شائع کی جاتی ہیں جن میں سے صرف برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی ہی ایک کروڑ ۲۰ لاکھ جلدیں ہر سال چھپواتی ہے۔ کبھی کبھی آپ اخبارات میں ٹائپ رائیٹنگ مشین کی بابت اشتہار دیکھتے ہیں جس میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اُن کی مشین دنیا کے ہر حصے میں اور ہر ایک زبان میں استعمال کی جاتی ہے لیکن جب آپ اس کی جانچ کرینگے تو معلوم ہوگا کہ صرف دو ہی زبانوں میں ان مشینوں پہ کام ہوتا ہے۔ لیکن یہاں ایک کتاب ہے کہ جس کا ترجمہ ۸۰۰ سے زیادہ زبانوں میں ہو چکا ہے۔ یہ کتاب دنیا کے بڑے بڑے شہروں ہی میں نہیں پائی جاتی بلکہ قطب شمالی اور قطب جنوبی کے باشندوں کی سونی چھوٹی جھونپڑیوں میں بھی وہ موجود ہے۔ بڑی بات یہ ہے کہ اس کتاب کو دنیا کی ہر ایک قوم کے لوگ خوشی سے مول لیکر پڑھتے ہیں کیونکہ وہ اُن کی اپنی مادری زبان میں اُن کو دیجاتی ہے۔ جب ایک مشہور کتب فروش سے پوچھا گیا کہ دنیا میں سب سے زیادہ کس کتاب کی بکری ہوتی ہے تو اُس نے جواب دیا کہ جس کتاب کی دنیا میں سب سے زیادہ کھپت ہے اُس کا نام بائبل ہے۔

دوسری کتابوں کی مانگ ہزاروں کی تعداد میں ہوتی ہے مگر بائبل کی مانگ لاکھوں کی تعداد میں ہے ۔

اُس کی دلچسپی کا عجوبہ

ایک اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ کتاب دنیا کے ہر درجہ اور ہر قسم کے لوگوں میں پڑھی جاتی ہے۔ آپ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ عالم لوگ اکثر بچوں کی کتابیں نہیں پڑھتے اور بچے بھی فلسفہ اور سائنس کی کتابیں نہیں پڑھتے بچوں کے لائق جو کتابیں ہیں اُن کو بچے پڑھتے ہیں اور فلسفہ اور سائنس کی کتابیں عالم لوگ پڑھتے ہیں - کیا یہ ایک معجزہ نہیں ہے کہ ایک کتاب

سنہ ۱۸۰۴ء میں پوری بائبل یا اُس کا کوئی حصّہ تقریباً ۷۰ زبانوں میں شائع ہوا تھا لیکن اس وقت وہ صرف ایک سوسائٹی یعنے برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی طرف سے ۷۰۰ زبانوں میں چھپتی ہے ۔ ۱۸۰۴ء سے لیکر اب تک صرف اسی ایک سوسائٹی نے چالیس کروڑ جلدیں فروخت کی ہیں ۔ امریکن بائبل سوسائٹی کو قائم ہوئے ۱۰۵ برس ہوئے ہیں ۔ اس عرصے میں ۱۵۰ زبانوں میں تقریباً ۱۵ کروڑ جلدیں شائع کی ہیں ۔ بائبل کے عجیب قدرت اور اُسکے دلچسپ اور دلکش اثر سے دنیا کے بڑے بڑے لوگ موثر ہوئے ہیں اور اُس نے اپنا اثر نہ صرف اس زمانے کی دو ایک قوموں ہی پر ڈالا ہے بلکہ اُس نے اپنی قدرت اور دلچسپی کے باعث دنیا کی کل قوموں میں مقبولیت حاصل کی ہے ۔ اس دعوے کا ایک بڑا ثبوت اُس وقت ظاہر ہوا جب جنگ عظیم کے زمانے میں برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی نے ۶۰ زبانوں میں اُسکی ۹۰ لاکھ جلدیں سپاہیوں کے درمیان تقسیم کروائیں ۔ اور اُن دلیر اور زخمی سپاہیوں نے اُن کو بڑی خوشی سے پڑھا ۔ جنگی سپہ سالار لارڈ رابرٹ صاحب نے نئے عہد نامہ کی جلد کے ساتھ ہر ایک سپاہی کو یہ پیغام بھیجا "میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا پر بھروسہ رکھو وہ تمھاری نگہبانی کریگا اور تمھیں طاقت بخشیگا ۔ یہ چھوٹی کتاب تم کو رہنمائی تسلی اور زور بخشیگی " یہ بات غور طلب ہے کہ اُن دنوں میں سب سے مشہور سپہ سالار نے اپنے سپاہیوں سے خدا پر بھروسہ رکھنے اور بائبل پڑھنے کی درخواست کی ۔ کیا اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ دلیر اور مردانہ لوگ بھی اُس میں دلچسپی لیتے ہیں اور وہ اُن پر اثر بھی کرتی ہے ۔ زمانہ جنگ میں لاکھوں سپاہیوں کو بائبل سے وہ پیغام ملا جسکی اُنکی روحوں کو سخت ضرورت تھی ۔

ایسی ہے کہ جو اور سب سے نرالی ہے۔ اس کو بچے اور بڑے۔ عالم اور معمولی
تعلیم یافتہ سب بڑے شوق سے پڑھتے اور سنتے ہیں۔ کچھ برس گذرے کہ میری
نرس میرے بچے کو ایک کہانی پڑھ کے سنا رہی تھی میں نے اس سے پوچھا "یہ کیا ہے
جو تم پڑھ کر بچے کو سنا رہی ہو؟ نرس نے جواب دیا کہ "میں بائبل میں سے
یوسف کی کہانی پڑھ رہی ہوں"۔ یہ سن کر وہ بچہ بڑے جوش میں بھر کر بول اٹھا
"مہربانی کر کے مت روکئے"۔ وہ بچہ ایک ایسی کتاب میں سے سن رہا تھا جو
ساڑھے تین ہزار سال پہلے عبرانی زبان میں تصنیف ہوئی۔ اسی کمرے
کے قریب جہاں یہ بچہ یہ کہانی سن رہا تھا نہایت عالم فاضل اعلیٰ دماغ
اور نئے خیالات کے دلدادہ مشہور سائنس دان میکگل یونیورسٹی کے
پرنسپل سر ولیم ڈاسن صاحب اسی کتاب یعنے بائبل کی ورق گردانی
کرتے ہوئے اپنی بھگتی میں مشغول تھے۔ وہ کمال عاجزی اور بڑی خوشی
سے اس کتاب کو پڑھ رہے تھے۔

کیا یہ ایک صریح معجزہ نہیں ہے کہ زمانہ حال کے عالموں میں سے
ایک اعلیٰ شخص اس کتاب میں دلچسپی حاصل کرے کہ جس کو ایک بچہ بھی
بڑے شوق سے پڑھتا اور سنتا ہے۔ اگر ایک طرف ہزاروں اور لاکھوں
کی تعداد میں لڑکے اور لڑکیاں اپنے اپنے گھروں۔ مدرسوں اور سنڈے
اسکولوں وغیرہ میں بائبل کو حفظ کرتے ہیں تو دوسری طرف نیوٹن گلیڈسٹون
لنکن۔ لائیڈ جارج اور مہاتما گاندھی جیسے بڑے بڑے عالم۔ سائنس دان
قوم و ملک کے مشہور ہادی وغیرہ اسی کتاب سے اپنی زندگی کی ہدایت
پا چکے اور پا رہے ہیں۔؎

؎ ہم کتنے ایسے عالم فاضل لوگوں کے نام دے سکتے ہیں جنھوں نے بائبل کی تعریف کی ہے۔
مثلاً لیب نٹس۔ ملٹن۔ پاسکل۔ لاک۔ لینڈر۔ سکاٹ۔ نیومن۔ ہکسلے۔ رسکن۔
میتھیو۔ آرنلڈ اور کارلائیل وغیرہ۔ لیکن بائبل کو ان سے (باقی نوٹ صفحہ آئندہ ۱۵ پر)

اُس کی زبان کا عجوبہ

ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ کتاب نہ تو یونان کے دار العلوم اتھینے (ایتھنس) میں تصنیف ہوئی اور نہ مصر کے مشہور شہر اسکندریہ میں۔ نہ ہی اُس کے مصنف ایسے تھے کہ جنھوں نے پرانے زمانے کی دانائی کو حاصل کیا تھا۔ بلکہ اُس کے مصنف فلسطین۔ ناصرت اور گلیل کے رہنے والے تھے جو گمنام مقامات تھے۔ اُن میں سے کئی ایک بالکل ناخواندہ تھے۔ نہ صرف یہ کہ یہ لوگ عالم فاضل نہیں تھے بلکہ وہ اپنی زبان کو بھی درستی اور صحت کے ساتھ بول نہیں سکتے تھے۔ یوحنا اور پطرس کی نسبت خاص طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحیح زبان نہیں بول سکتے تھے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پطرس اپنی گنواری بولی کی وجہ سے پہچانا گیا۔ وہ ایک گلیلی گنوار جان پڑتا تھا (متی ۲۶: ۷۳ و اعمال ۲: ۷ و ۴: ۱۳)۔ پطرس اور یوحنا تعلیم یافتہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴) کہیں بڑھکر ایک بڑی گروہ اپنے عوام عزیز رکھتے ہیں۔ ہکسلے صاحب کے قول کے مطابق "تین صدیوں کے دوران میں جو کچھ عمدگی اور افضلیت انگلستان میں ہے وہ سب اسی کتاب کی بدولت ہے۔ کوئی دوسری کتاب نہیں ہے کہ جسکے مطالعہ سے بچوں میں انسانیت کی روح اس قدر پیدا ہوتی ہو جیسی کہ بائبل سے" فرانس کے زولوجی کے ایک مشہور پروفیسر سینٹ ہلیئر نام کہتے ہیں کہ "میں نے مشرق۔ مغرب۔ شمال اور جنوب چاروں طرف خوب سیر کی اور یہ بات معلوم کی کہ صرف انھیں ممالک میں کہ جہاں بائبل پڑھی جاتی ہے بچوں اور معمولی مزدور پیشہ لوگوں کے واسطے کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ لیکن جن ملکوں میں بائبل نہیں پڑھی جاتی جیسے اٹلی یا فرانس اُن میں بچوں اور غریبوں کے پڑھنے کے لئے کتابیں تیار نہیں کی جاتیں۔ بائبل کی زبان عالمگیر ہے۔ وہ سورج کی مانند ہے جو ہر ایک ملک پر چمکتا ہے۔" یہ بالکل سچ ہے۔ وہ ہر ایک ملک میں جاتی ہے اور ہر ایک قوم میں جگہ پاتی ہے۔ اور وہ ہر ایک آدمی سے اُسکی اپنی پیاری مادری زبان میں کلام کرتی ہے۔

نہیں تھے اور بائبل کے اکثر مصنف ایسے ہی تھے۔ ایک کسان تھا تو دوسرا گڈریا۔ وہ کوئی مشہور مصنف نہ تھے۔ لیکن ایسے معمولی آدمیوں کی تصنیف پر خدا نے ایسی برکت دی کہ وہ زمانہ حال کی ترقی کا ایک خاص ذریعہ بن گئی بائبل کے تمام مصنف یہودی تھے۔ اور یہ قوم دنیا کی سب قوموں سے زیادہ خود پرست اور تنگدل قوم تھی۔ آپ کو معلوم ہے کہ پطرس کو اس بات کا قائل کرنا کیسا مشکل ہوا کہ وہ یہودیوں کے علاوہ غیر قوموں کی بھی فکر کرے۔ یہ قابلیت اُس کو تب ہی ہوئی جب اُس نے معجزانہ طور پہ وہ رویا دیکھی جس کا ذکر اعمال ۱۰: ۹-۱۶ و ۲۸ و گلتی ۲: ۱۱-۱۴ میں پایا جاتا ہے۔ پس یہ کیسے ممکن تھا کہ ایسے جاہل اور تنگدل لوگ ایک ایسی کتاب تصنیف کریں جو نہ صرف یہودیوں کی بلکہ دنیا کی تمام قوموں کی کتاب ہو گئی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ کتاب دنیا کی کسی ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام بنی آدم کے لئے لکھی گئی ہے۔

رومی کلیسیا اس بات پر فخر کرتی ہے کہ اُن کی ایک ہی زبان ہے یعنے لاطینی۔ لیکن یہ زبان مردہ ہے۔ پر بائبل سوسائیٹیوں کو اس سے کہیں زیادہ فخر کا باعث ہے کہ انھوں نے پاک کلام کو دنیا کی ۰۰۰ زندہ زبانوں میں شایع کرایا ہے تاکہ ہر ایک قوم اپنی اپنی زبان میں اُسے پڑھے اور سُنے۔ لندن کے بشپ صاحب نے ایک بار یہ سوال اُٹھایا "کیا مسیحی کلیسیا میں زبانیں بولنے کا معجزہ ہوتا ہے؟" اور خود ہی اس سوال کا جواب یوں دیا کہ "ہاں۔ بائبل سوسائیٹیوں کے وسیلے۔ کیا آج کے دن ان بائبل سوسائیٹیوں کے ذریعہ دنیا کی مختلف قومیں خدا کے عجیب عجیب کاموں کا بیان اپنی اپنی زبان میں پڑھتی اور سُنتی نہیں ہیں؟ کیا یہ پنتکوست کا سا معجزہ نہیں ہے؟" (اعمال ۲: ۹-۱۱) یہ کیسے تعجب کی بات ہے کہ اُسی پُرانی عبرانی کتاب کو جسے گنتی کے یہودی مصنفوں نے قدیم زمانہ میں لکھا

آج کے دن دنیا کے لاکھوں بچے پڑھتے اور حفظ کرتے ہیں اور کبھی یہ نہیں سوچتے کہ یہ کوئی پرانی کتاب ہے۔ وہ صرف یہ جانتے ہیں کہ ہم اپنی مادری زبان میں ان باتوں کو پڑھ رہے ہیں۔

اُس کی ایذارسانی کا عجوبہ

بائبل کی بابت ایک اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تمام دنیا میں یہی اکیلی کتاب ہے کہ جس کو زمانہ یہ زمانہ ایذارسانی کا مقابلہ کرنا پڑا مگر کچھ نہ بگڑا۔ بارہا لوگوں نے اُسے جلانے اور دفن کرنے کی کوشش کی۔ اُسکی بربادی کے لئے لڑائیوں پر لڑائیاں ہوئیں۔ زمین کے بادشاہوں نے اُسے مٹانے کے لئے کمر باندھی اور کلیسیا کے سرداروں نے اُسے نیست و نابود کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر یہ سب کوششیں ناکامیاب ہوئیں۔ رومی شاہنشاہ ڈریوکلیشین نے ۳۰۳ء میں اُس پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ آج تک کسی دوسری کتاب پر نہیں کیا گیا۔ قریب قریب بائبل کی ہر ایک جلد برباد کی گئی اور ہزاروں مسیحی شہید کروائے گئے۔ اور ایک مینار بنایا گیا جس پر یہ لکھا گیا کہ مسیحیت کا نام و نشان مٹ گیا۔[۵] لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ چند ہی سال میں بائبل نوح کی کشتی کی مانند پھر ظاہر ہوئی اور دنیا کو روشن کرنے لگی۔ اور ۳۲۵ء میں رومی شاہنشاہ قسطنطین نے کلیسیا کے پہلے جلسہ عام میں اُسے بے خطا قانون قرار دیا۔

ان سب سے بڑی ایذارسانی بعد کو آئی کیونکہ رومی کلیسیا یہ نہیں

---

۵ تواریخ کے مطالعہ سے بائبل کی نسبت یہ دلچسپ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب جب ایذارسانی ہوئی ہے تو لوگوں کی خاص دشمنی تعلیم یا عقیدے سے نہیں تھی بلکہ کتاب سے تھی۔ رومی سلطنت کے زمانے میں اور اسکے بعد بھی اُن لوگوں کو زیادہ تکلیف دی گئی جنکے پاس بائبل کی جلدیں نکلیں۔

چاہتی تھی کہ عام لوگ بائبل کو پڑھیں۔ سو اِس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اُس کلیسیا نے بائبل کو سخت قید میں رکھا یہانتک کہ جب مارٹن لوتھر صاحب جوان ہوئے تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے اپنی زندگی میں اب تک بائبل کو نہیں دیکھا۔ کسی حاکم نے کبھی کسی قیدی کو ایسی سخت قید میں نہیں رکھا جیسا کہ رومی کلیسیا نے بائبل کو عام لوگوں سے چھپا کے رکھا صرف یہی نہیں بلکہ رومی کلیسیا خصوصاً پوپوں کے حکم ناموں کے مطابق بائبلیں جلائی بھی جاتی تھیں اور اُسکے پڑھنے والے جلائے جاتے اور چیر پھاڑ کر ہلاک کئے جاتے تھے۔ آج کل ہم لندن شہر میں اُس مقام کو دیکھ سکتے ہیں جہاں پر انگریزی زبان کی سیکڑوں انجیلیں رومی کلیسیا کے حکم سے بڑی دھوم دھام کے ساتھ جلائی گئیں

لیکن گمان غالب ہے کہ بائبل پر جو ایذارسانی گذشتہ ڈیڑھ سو برس کے عرصے میں آئی وہ سب سے سخت ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اس کتاب کے سب سے بڑے مخالف اپنی بابت آزاد خیال رکھنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ ان مخالفوں کے ہادیوں میں بولنگ بروک۔ والٹیر اور ہیوم کے نام خاص ہیں۔ ان میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ سو برس کے بعد بائبل کا نام و نشان بھی نہ رہیگا۔ اس کے بعد جرمنی میں باؤر اور اسٹراس جیسے صاحبان اُٹھے جنھوں نے بائبل کی سخت مخالفت کرکے اُس کو نیست و نابود کرنے پر کمر باندھی۔ لیکن وہ جو آسمان پر تخت نشین ہے ہنس پڑا اور خداوند نے اُنھیں ٹھٹھوں میں اُڑایا۔ (زبور ۲: ۲-۴)

کیونکہ اب تک بائبل کی جلدیں بکثرت دنیا میں موجود ہیں اور ہمیشہ بنی رہیں گی۔ باوجود ان سخت مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کے بھی خداوند کا پاک کلام ہر ملک اور ہر زبان میں شوق سے پڑھا اور سنا جارہا ہے۔ اور تقریباً دنیا کی ہر زبان میں اُس کی لاکھوں جلدیں

فروخت ہوتی ہیں۔ اس کی آج دنیا میں وہ تاثیر ہے۔ جو پیشتر کبھی نہیں ہوئی تھی۔ حقیقت میں جب ہم بائبل کی اس عظیم الشان فتحمندی پر سوچتے ہیں تو ہم بھی موسیٰ کے ہم آواز ہو کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ "اگلے دنوں کا احوال جو تم سے آگے گذر گئے اُس دن سے کہ انسان کو خداوند نے زمین پر پیدا کیا پوچھو اور آسمان کے اِدھر سے لیکے اُدھر تک پوچھو کہ کیا ایسا امر عظیم کبھی واقع ہوا یا اُس کے مانند کبھی سُنا گیا" (استثنا ۴: ۳۲)۔

اُس کے اعلیٰ عجائبات

اس رسالے کو ختم کرنے سے پہلے اُن باتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے جو مجھے بائبل کی نسبت سب سے زیادہ عجیب معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) اُس کی خود اظہاری کا عجوبہ

بائبل اپنی حقیقت کا اظہار خود ہے۔ اُس کے لئے کسی اُستاد کی ضرورت نہیں جو یہ بتائے کہ یہ خدا کا پاک کلام ہے۔ لیکن یہ بات صرف روح القدس

ؔ٭ کیا یہ بات نہایت حیرت انگیز نہیں ہے جو سیلیکس صاحب نے کہی کہ "درحقیقت بائبل کوئی معمولی کتاب نہیں ہے کیونکہ دنیا کی اور تمام کتابوں سے زیادہ اس سے نفرت کی گئی پھر بھی وہ لازوال ہے۔ اُس کا مضحکہ اڑایا گیا تو بھی اُس نے بڑی عزت پائی۔ مُردہ قرار دی گئی پھر بھی اب تک زندہ ہے۔ بڑے بڑے سلاطین اور ادیان دین نے اُسے برباد کرنے کی کوشش میں کسی قسم کی محنت یا جبر سے دریغ نہیں کیا۔ بڑے بڑے عالموں نے دانائی سے اُس کی ایک ایک بات کی تردید کر ڈالی اور زمانہ حال کے معلموں نے اُسے ہیچ جانا اور سائنس دانوں نے اُسے نیست ونابود کر ڈالنے پر کمر باندھی مگر اس پر بھی اُس کی لاکھوں جلدیں ہر کہیں فروخت ہوتی ہیں اور سیکڑوں زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو گیا اور قطب شمالی سے قطب جنوبی تک پڑھی اور سُنائی جاتی ہے"۔

کی قدرت ہی سے محسوس ہو سکتی ہے سو اگر آپ کو اُس کی طرف سے ہدایت ملی ہو تو اس میں کچھ شک نہیں کہ بائبل خدا ہی کا کلام ہے۔ بیشک پسکل صاحب کے قول کے مطابق بائبل کو ثبوت درکار نہیں ہے کیونکہ وہ کوئی فرضی معاملہ نہیں ہے کہ جس کو دلیلوں سے ثابت کرنے کی ضرورت ہو بلکہ وہ تو ایک امر بدیہی ہے جس کو دلیل کی حاجت ہی نہیں۔ مثلاً کیا آپ کو اس بات کے ماننے کے لئے کہ سورج اور ستارے چمکتے ہیں عقلی ثبوت کی ضرورت ہے؟ اور یہ کہ گلاب خوشبودار ہوتا ہے اور روٹی سے طاقت ملتی ہے؟ کیا آپ کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ محبت سے خوشی اور دشمنی سے رنج ہوتا ہے؟ کیا سب سے اعلیٰ باتوں کا ثبوت پانا ممکن ہے؟ بقول پسکل صاحب "چند حقیقتیں صرف محسوس ہو سکتی ہیں اور چند اور حقیقتوں کو ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُصول محسوس ہوتے ہیں اور مسئلے حل کئے جاتے ہیں لیکن دل کی دلیل کو دلیل نہیں سمجھتے"

کیا آپ کو سپرجن صاحب کی وہ مشہور کہانی معلوم ہے کہ جس میں انھوں نے بتایا کہ ایک دفعہ ایک غریب عورت پاک کلام کو پڑھ رہی تھی کہ ایک ناستک (منکر خدا) سامنے آ گیا۔ اُس نے عورت سے پوچھا "تم کیا پڑھ رہی ہو؟" "میں خدا کا کلام پڑھ رہی ہوں" ناستک "خدا کا کلام؟ کس نے تم کو بتایا کہ یہ خدا کا کلام ہے؟" عورت "اُس نے آپ ہی مجھے بتایا۔" ناستک "اُس نے آپ ہی تمہیں بتایا! تم اسکو کس طرح ثابت کر سکتی ہو؟" اُس غریب عورت نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر کہا "کیا تم مجھے اس کا ثبوت دے سکتے ہو کہ آسمان میں سورج چمک رہا ہے؟" ناستک نے کہا "ضرور۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ میں سورج سے روشنی اور گرمی پاتا ہوں" عورت نے بڑی خوشی سے جواب دیا "کیا خوب! اس کتاب کے خدا کا کلام ہونے کا سب سے بڑا ثبوت

ہے کہ وہ میری روح کو گرم اور روشن کرتا ہے" اس کی تشریح تو نہیں ہو سکتی مگر اصلی اور گہری حقیقت یہی ہے۔

اُس کی لامحدودیت کا عجوبہ

بائبل کا ایک اور معجزہ یہ ہے کہ وہ نہایت عمیق ہے۔ وہ بیج کی مانند ہے۔ شاید کوئی یہ بتا سکے کہ ایک بال میں کتنے دانے ہیں پر یہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ ایک دانے میں کتنی بالیں ہیں۔ درخت ایک بیج سے پیدا ہو کر خود اور بیج پیدا کرتا ہے اور ممکن ہے کہ اُس کے ایک ایک بیج سے اور ایک ایک درخت پیدا ہو۔ بائبل کا بھی یہی حال ہے۔ اُس کی گہرائی اور اونچائی بیحد ہے۔ زمانوں سے لاکھوں پڑھنے اور لکھنے والے اس اتھاہ کان کو کھودتے آئے ہیں مگر اب تک اُس کی تہ کو نہیں پہنچے[۱] زمانہ بہ زمانہ خیالات تجاویز۔ مضامین اور کتابیں اس میں سے پیدا ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ ایک ہی باب یا آیت کے متعلق اتنی کتابیں لکھی گئی ہیں کہ اُن سے کتب خانے بھر جائیں۔ مگر پھر بھی وہ ایسی تازہ اور گہری ہیں جیسی کہ شروع میں جب وہ لکھی گئیں۔ اب تک جنہوں نے اس اتھاہ کان میں سے خزانہ نکالا ہے اُن کا شمار ستاروں کی مانند کثیر ہے۔

---

[۱] ایک مشہور فیلسوف کینٹ صاحب کا یہ قول ہے کہ بائبل تمام حقیقتوں کا لامحدود چشمہ ہے۔ ہابیکس صاحب سوال کرتے ہیں کہ وہ کونسی ایسی کتاب ہے کہ جس کو پڑھتے پڑھتے انسان تھک نہیں جاتا؟ پھر وہ بتاتے ہیں کہ ہزاروں عالم و فاضل لوگوں نے گواہی دی ہے کہ نہ صرف یہ کہ ہم بائبل کو پڑھتے پڑھتے تھکے نہیں بلکہ جب جب اُسے پڑھا تب تب وہ زیادہ مزیدار اور اتھاہ اور ایک عظیم کتاب معلوم ہوئی کہ بائبل حقیقی فلسفہ اور علم النفس سے معمور ہے۔ وہ انسان کے دل کی تمام خواہشوں اور ضرورتوں سے واقف ہے۔

اُس کی خالقیت کا تجربہ

بائبل کی قوت خالقیت تواریخ کا ایک معجزہ ہے۔ اگر اُن کتابوں پر غور کیا جائے جو دنیا کی روحانی زندگی میں ترقی کا باعث ہوئی ہیں مثلاً جان بنین کی مسیحی مسافر۔ ملٹن کی گم شدہ فردوس اور ڈینٹی کا دوزخ تو معلوم ہوگا کہ اُن کے مصنفوں کی اعلیٰ لیاقت کا سہارا بائبل ہی پر تھا۔ ان کتابوں کے علاوہ اُن بے شمار رسالوں اور پرچوں کا حساب کیجئے جو مختلف زبانوں میں ہر سال یا ہفتہ وار یا ماہوار شائع ہوتے ہیں اور جن سے لوگوں کو روحانی طاقت و تازگی ملتی ہے۔ ان سب کی جڑ یہی بائبل ہے۔ یورپ کی موجودہ آزادی بھی اسی بائبل کی قرضدار ہے ۱؎۔ یہ آزادی دینے والی کتاب ہے۔ وہ غلامی کو دور کرکے غلاموں کو آزاد کرتی ہے۔ اُس نے قوموں کو بھی آزادی دی ہے۔ ایک دفعہ ملکہ وکٹوریہ نے افریقہ کے ایک شاہزادے کو بائبل کی ایک جلد اس پیغام کے ساتھ بھیجی کہ "یہی کتاب انگلستان کی عظمت کا بھید ہے۔ اور امریکہ کی بزرگی کا راز بھی یہی کتاب ہے۔"

زمانہ حال کی دو بڑی تحریکوں پر غور کیجئے۔ ان میں پہلی مشنری مہم ہے جس میں سیکڑوں نے اپنی جانیں قربان کر دیں اور ہزاروں اپنی زندگیاں دوسروں کے واسطے نثار کئے ہوئے ہیں۔ اُن کے ایلچی ساری دنیا

۱؎ میرل ڈی اوبگن اپنی مشہور تواریخ ریفارمیشن میں اُس آیت کا پورا بیان کرتے ہیں کہ جس کے وسیلے مارٹن لوتھر صاحب کی تبدیلی ہو گئی۔ یہ آیت انجیل میں تین بار پائی جاتی ہے کہ "راستباز ایمان سے جیتا رہیگا" (رومی ۱: ۱۷؛ گلتی ۳: ۱۱؛ عبرانی ۱۰: ۳۸)۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت خود لوتھر صاحب اور ریفارمیشن کے لئے ایک زندگی بخش پیغام تھا کیونکہ اسی آیت کے وسیلے خدا نے کہا کہ "اُجالا ہو اور اُجالا ہو گیا۔"

میں پہنچ گئے اور پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس بڑی تحریک کی بنیاد اسی بائبل کی ایک آیت پر مبنی ہے کہ "تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو" (مرقس ۱۶ : ۱۵)۔ دوسری بڑی تحریک جماعتی اصلاح ہے۔ جس کا مقصد غریبی کو دور کر کے عام لوگوں کی حالت کو بہتر بنانا ہے۔ اس کارِ خیر کی بنیاد اسی کتاب میں پائی جاتی ہے۔ ان سب سے بڑھ کر کون اُن بے شمار روحوں کا حساب کر سکتا ہے جنہوں نے اس کتاب کے ذریعہ زندگی پائی۔ بائبل زندگی کی کتاب ہے جو زندگی کے واسطے ہے۔ اس زندہ کتاب کی باتیں کوئی علمِ الٰہی کے خیالات نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ حقیقتیں ہیں۔ آج کے دن بھی لاکھوں خدا کے بندے داؤد کے ساتھ زبور ۱۱۹ : ۹۳ کے ان الفاظ کو کہ "میں تیرے قوانین کو کبھی فراموش نہ کروں گا۔ کیونکہ تو نے اُن کے وسیلہ سے مجھے حیات بخشی ہے" اپنے تجربے سے ادا کر سکتے ہیں۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح نے بھی اس کی تائید میں یوں فرمایا کہ "زندہ کرنے والی تو روح ہے جسم سے کچھ فائدہ نہیں۔ جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں وہ روح ہیں اور زندگی بھی ہیں" (یوحنا ۶ : ۶۳)۔ ہاں پاک اُس میں نجات ہے۔ نجات ہے۔ نجات ہے۔

اُس کے اختیار کا ثبوت

خدا کا کلام آسمانی آواز کی مانند انسان پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ توریت ہی میں ۵۰۰ دفعہ اس قسم کے الفاظ ملتے ہیں کہ "خداوند نے کہا" یا "خداوند بولا" پھر اس کے بعد کی کتابوں میں بھی اسی قسم کے الفاظ ۳۰۰ بار ملتے ہیں۔ اور نبیوں کی کتابوں میں ۱۳۰۰ دفعہ ایسے الفاظ ملتے ہیں کہ "خداوند کا کلام سنو" یا "خداوند یوں فرماتا ہے" یا "خداوند کے منہ نے یہ فرمایا ہے" (یسعیاہ ۴۰ : ۵)۔ ہر بشر کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں

جب وہ بائبل کے اس بڑے دعوے کو سنتا ہے کہ "خدا یہ سب باتیں بولا
اور کہا" خروج ۲۰: ۱- بائبل ہر بشر کی ضمیر سے کلام کرنے کا دعویٰ کرتی ہے
جو کوئی اور کتاب نہیں کر سکتی ہے کسی اور کتاب میں ایسا دعویٰ کرنے اور
بنی آدم پر حکم چلانے کی ہمت نہیں پائی جاتی۔ کوئی دوسری کتاب
انسان پر ایسا اختیار نہیں جتاتی کہ "اے آدمیو میں تمہیں بلاتی ہوں۔
اور بنی آدم کی طرف اپنی آواز اٹھاتی ہوں" امثال ۸: ۴۔ غور کیجئے کہ
زمانوں کی ہر ایک صدی پر اور دنیا کے ہر ایک بڑا اعظم پر کیا کوئی دوسری
کتاب کہہ سکتی ہے کہ "اے زمین - زمین - زمین - خداوند کا کلام سن"
یرمیاہ ۲۲ - ۲۹ - تعجب کی بات ہے کہ ہر زمانے کے لوگوں نے اس بڑے
دعوے کی تصدیق کی ہے - وہ جانتے ہیں کہ یہ کتاب بڑے اختیار کے ساتھ
ان کی ضمیر سے بولتی ہے گویا کہ خداوند خود اُن سے کلام کر رہا ہے اس میں
خدا کا اختیار ہے اور اُس میں خدا کے بیٹے کا اختیار ہے جس نے یہ کہا
کہ "میرا کلام سچائی ہے" لہذا ہم اُس پر بھروسہ کر سکتے ہیں کیونکہ ہم اس کو
برحق پاتے ہیں ۱۲؎۔

۱۲؎ بائبل کے بارے میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ علم کی راہ میں ہر زمانے کی برابری
کرتی ہے بلکہ زمانے سے آگے نکل جاتی ہے - وہ اس ترقی اور نکتہ چینی کے زمانے میں بھی تمام
اعتراضات اور سائنس کی کتابوں کا مقابلہ بڑی دلیری سے کرتی ہے - پیدائش کی کتاب
کے پہلے باب کی باتیں تین ہزار برس پہلے لکھی گئیں تو بھی ایک عجیب طور سے اُن میں حال
کے زمانے کے علم کا خلاصہ پایا جاتا ہے - پروفیسر ڈینا نے بائبل کے اسی پہلے باب کی نسبت
یہ فرمایا کہ "میری نگاہ میں یہ باتیں آج کل کے علم سے ٹھیک ٹھیک ملتی ہیں" - انہیں صاحب
کی وہ مشہور نصیحت جو انھوں نے امریکہ کی ایل یونیورسٹی کے طلبہ کو یاد رکھنے کے قابل
ہے - انھوں نے یوں فرمایا "اے جوانو! چونکہ تم سائنس کی باتوں کا سامنا کرنے کو نکل رہے ہو
یاد رکھو کہ مجھ عمر رسیدہ نے تمام عمر صرف سائنس ہی کا مطالعہ کیا ہے سو میں تم سے کہتا ہوں کہ تمام خلقت
میں سائنس کے اُس بیان سے زیادہ جو بائبل میں پایا جاتا ہے اور کوئی بیان سچا نہیں ہے"!
یہ گویا سچ اُسی کلام کی ہے جو زبور ۱۱۹: ۱۶۰ میں پایا جاتا ہے کہ "تیرا کلام ابتدا ہی سے سچا
ہے اور تیری صداقت کا ہر ایک انفصال ابد تک ہے"۔

اُس کی الہام بخش قوّت کا عجوبہ

بائبل کا یہ بھی ایک بڑا معجزہ ہے کہ اُس کے وسیلہ سے دوسروں کو الہام ہوتا ہے۔ آدمی خیال کرتا ہے کہ بائبل ایک الہامی کتاب ہے مگر عجیب بات یہ ہے کہ نہ صرف وہ الہامی کتاب ہے بلکہ اُس کا ہر ایک پڑھنے والا محسوس کرتا ہے کہ اُسکے ذریعہ سے خاص مجھکو الہام ملا ہے۔ خدا کی جس روح نے پہلے انسان کو پیدا کیا وہ اب بھی اُس کو زندگی بخشا کرتی ہے۔ یہ وہ زندہ کلام ہے۔ جو خدا کی زندگی تک پہنچاتا ہے اور خدا کی زندہ قدرت سے معمور ہے۔ ۲۳ واں زبور الہامی ہے لیکن جب جب یہ زبور بسترِ مرگ کے پاس مرنے والے کو پڑھ کے سنایا جاتا ہے تب تب اُس کی الہام بخشنے والی تاثیر ثابت ہوتی ہے۔ اور اُس وقت بھی جب نا اُمیدی کی حالت میں اِس دعا کے ساتھ پڑھا جاتا ہے کہ "میری آنکھیں کھول تاکہ میں تیری شریعت کے عجائب مضمونوں کو دیکھوں" زبور ۱۱۹: ۱۸۔ بائبل کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ اُس کا پڑھنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ میری ہی کتاب ہے۔ اور اُسکی ہمّت دلانے والی باتیں میرے ہی لئے ہیں۔ اُس کی دعائیں میرے ہی دل کی پکاریں ہیں۔ اُس کے حکم مجھ پر عاید ہوتے ہیں اُس کے وعدے میرے واسطے ہیں۔ جب میں ۱۰۳ زبور پڑھتا ہوں تو میں اُسے قدیم زمانے کی عبرانی نہیں بلکہ زمانۂ حال کی بڑی قوت سمجھتا ہوں جس سے میری اپنی زندہ جان پکار اُٹھتی ہے کہ "اے میری جان خداوند کو مبارک کہہ"۔

ایک وقت میں نے بائبل کی وہ پُرانی جلد اُٹھالی جو میری ماں نے مجھے دی تھی۔ میری آنکھ پیدائش کی کتاب کی ایک آیت پر جا پڑی جسکے حاشیہ پر تاریخ لکھی ہوئی تھی۔ ایک دم مجھکو ایک بڑی مصیبت کا

وقت یاد آگیا۔ کچھ برس ہوئے کہ مجھکو اپنی بیوی اور بچوں کو چھوڑکر دور
ملکوں کو جانا پڑا جس سے میرا دل بہت رنجیدہ تھا۔ اسی حالت میں ایک روز
میں نے اپنی بائبل کو کھولا۔ اتفاق سے میری نظر ان الفاظ پر جا پڑی:۔
دیکھ میں تیرے ساتھ ہوں اور ہر جگہ جہاں کہیں تو جاوے تیری نگہبانی
کرونگا۔ اور تجھکو اس ملک میں پھر لاؤں گا۔ پیدائش ۲۸: ۱۵۔ کیا میں
اس تسلی کو کبھی بھول سکتا ہوں جو اس آیت کو پڑھتے ہی میرے دل میں
بھر گئی۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی معترض یہ کہکے مجھے قائل کر سکے کہ وہ تو پرانے
زمانے کی ایک کہانی ہے جو مشرق میں رائج تھی۔ نہیں۔ نہیں۔ وہ تو میرے
لئے ایک پیغام تھا جو میرے اوپر ٹھیک ٹھیک چسپاں ہو گیا۔ وہ گویا میری خاطر
کے لئے ایک آسمانی آواز تھی۔ اس تاثیر سے کبھی کوئی مجھے ہٹا نہیں
سکتا کہ اس روز وہ کلام میرے لئے خدا کا پیغام تھا۔

رومیوں ۱۵: ۴ میں لکھا ہے کہ جتنی باتیں پہلے لکھی گئیں وہ ہماری تعلیم کے لئے لکھی گئیں یہی
بائبل کے نہایت عجیب مستقبل میں سے ایک یہ ہے ہر ایک لڑکا۔ لڑکی۔ مرد اور عورت بائبل
کو اپنا کر لیتا ہے۔ بائبل مثل ایک شخصی خط ہے جو آپ ہی کے نام پر لکھا گیا۔ کچھ مضائقہ
نہیں کہ وعدہ کیا ہے یا کس سے کیا گیا ہے۔ یا کس نے لکھا ہے۔ یا یہ کہ وہ بائبل کے کس
حصے میں پایا جاتا ہے۔ بائبل کی نسبت ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ گویا وہ خاص طور سے
ہمارے ہی واسطے خدا کی طرف سے ایک پیغام ہے جو کسی نبی نے لکھا۔ جس شخص کی آنکھوں کو خدا نے
کھولدیا ہے اس کو یہ جانکر بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کتاب جو عام طور پر مذہب کا ذکر کرتے ہوئے بھی میری زندگی
سے تعلق رکھتی ہے یہ اسکی روح کے واسطے خدا کا کلام ہے۔ بائبل ہر رنگ ڈھنگ کے لوگوں کے پاس
پہنچتی ہے اور اپنی چابی سے ایک ایک دل کا دروازہ کھولدیتی ہے۔ ایک شخص جس نے بائبل کو پہلے پہل
سنا تھا یوں بول اٹھا۔ یہ وہی ہے جسکی تلاش میں میں تھا۔ حقیقتاً ہر ایک اسی کی تلاش میں ہے۔ یہ
کتاب ہر ایک ملک کی موجودہ حالت سے مطابقت رکھتی ہے۔ مسیح نے فرمایا کہ میرے پاس آؤ تو میں
تمہیں آرام دونگا۔ اور وہ آج تک ہمیشہ وعدہ پر قائم ہے۔

اگلی پیش خبری کا عجوبہ

بائبل کا ایک اور عجوبہ اُس کی پیشین گوئیاں ہیں جو آئندہ باتوں کو ظاہر کرتی ہیں۔ وہ اُن باتوں کی خبر دیتی ہیں جو اب تک واقع نہیں ہوئیں یہ باتیں صدیوں پیشتر لکھی گئیں۔ پُرانا عہد نامہ گویا کل کا کل ہونے والی باتوں کی خبر ہے۔ اُس کے اُنتالیسویں حصوں میں ایسی پیش خبریاں پائی جاتی ہیں جو انسانی پیش بینی سے باہر ہیں۔ اُن میں مواب۔ ادوم۔ سیدا۔ صور۔ مصر اور اشور کی نسبت پیشین گوئیاں اس قدر تکمیل تک پہنچتی ہیں کہ اُن کو دیکھ کر ٹھٹھا کرنے والوں کے منہ بند ہوئے اور کافروں کے دل بدل گئے۔ دانیل نبی کی کتاب کے دوسرے اور ساتویں باب کی پیشین گوئی انسانی پیش بینی سے کہیں بڑھکر ہے۔

نئے عہد نامے کی نبوتیں بادشاہت اور آخری دنوں کے متعلق اس صدی میں بالکل پوری ہوئیں۔ اگر کسی سمجھدار شخص کے دل میں یہ سوال اُٹھے کہ آیا الہام ہوا ہے یا نہیں تو وہ پیدائش کی کتاب کی ان آیات کو دیکھ کر اپنی تسلی کر سکتا ہے یعنی ۳:۱۵ - ۱۲:۳ و ۲۲:۱۸ - ۴۹:۱۰ - بائبل میں بطور پیشینگوئی یہ بتایا گیا کہ ایک مشرقی شیخ بنام مقدس ابراہیم کی اولاد سے دنیا کی تمام قومیں برکت پائیں گی۔ یہ بھی کہا گیا کہ ایسی عظیم الشان سلطنتیں جن کی مثال موجودہ زمانے میں باقی نہیں بالکل فنا ہو جائینگی اور اُن کی تخت گاہیں سطح زمین پر سے نیست و نابود ہو جائیں گی۔ یہ نبوت بھی ہوئی کہ ایک قوم جو دنیا میں روحانی برکت کا سوتا اور برگزیدہ ہونے والی ہے تو بھی وہ زمین کی حد تک تتر بتر کی جائیگی۔ اور اسی پراگندہ قوم میں سے خدا کی برکت کا ایک ایسا وارث اُٹھ کھڑا ہوگا جس سے دنیا بھرپور ہو جائیگی اور اُس میں کل قومیں شامل ہو جائیں گی۔ یہ سب خیالات اور پیش خبریاں انسانی پیش بینی سے

کہیں دور ہیں۔ انھیں باتوں کو دیکھ کر انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب الٰہی تصنیف ہے۔

خداوند یسوع مسیح کی پہلی آمد کے متعلق پیشین گوئیوں کو لے لیجئے۔ مسیح کے پیدا ہونے سے سیکڑوں برس پہلے اُس کی پیدائش۔ طرز زندگی مصیبتوں اور جلال کا بیان مختصر یا مفصل پُرانے عہد نامے میں کیا گیا تھا۔ صرف مسیح اکیلا ایک ایسا شخص دنیا میں پیدا ہوا ہے کہ جس کے خاندان۔ پیدائش۔ وقت۔ پیشوائی۔ پیدائش کی جگہ۔ پیدائش کا طریقہ بچپن۔ جوانی۔ تعلیم۔ سیرت۔ روش۔ منادی۔ مقبول ہونے۔ رد کئے جانے موت۔ دفن۔ قیامت۔ عروج وغیرہ تمام باتوں کی بابت صدیوں پہلے بڑی صفائی سے بتا دیا گیا تھا۔ کون ہے جو ایک ایسے آدمی کی تصویر کھینچ سکتا ہے جو اب تک پیدا ہی نہیں ہوا؟ بے شک اکیلا خدا ایسا کر سکتا ہے۔ کسی شخص کو معلوم نہیں ہوا تھا کہ ۵۰۰ برس کے بعد شیکسپیر پیدا ہوگا۔ اور نہ ۲۰۰ برس پہلے کسی کو مہاتما گاندھی کی خبر تھی۔ لیکن بائبل میں ایک شخص کی تصویر کھینچی گئی ہے اور مصور ایک دو نہیں بلکہ ۲۰ یا ۲۵ تھے۔ ان مصوروں نے اُس شخص کو جس کی انھوں نے تصویر کھینچی کبھی دیکھا نہ تھا۔ وہ شخص یسوع ناصری ہے۔ یہ مصور پُرانے عہدنامے کے لکھنے والے تھے۔ توریت میں تو اُسکی بابت صرف اشارے پائے جاتے ہیں لیکن جوں جوں اُس کی آمد کا وقت نزدیک آتا جاتا ہے تیوں تیوں اُسکا پتہ اور زیادہ صفائی سے لگتا ہے۔

اُس میں مسیح کی بھرپوری کا عجوبہ

بائبل کا خاص عجوبہ مسیح ہے۔ وہی اُس کی بھرپوری اور اُس کا مرکز ہے۔ اُس میں سب کچھ مسیح کی بابت ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ ایک برہمن

نوجوان نے ہمارے ایک مشنری صاحب سے کہا کہ "مسیحی مذہب کی بہت سی باتیں مجھے ہندو مذہب میں بھی ملتی ہیں۔ لیکن ایک بات مسیحی مذہب میں ہے جو ہندو مذہب میں نہیں پائی جاتی"۔ مشنری صاحب نے پوچھا "وہ کونسی بات ہے؟" برہمن جوان بولا "نجات دہندہ"۔ اُس جوان کا کہنا بالکل درست تھا۔ اسی ایک بات میں بائبل دیگر مذہبی کتابوں سے بڑا فرق رکھتی ہے۔ اور مذہبی کتابوں میں منطق۔ فلسفہ۔ اخلاق۔ نظم۔ تواریخ اور بہتیری اور حقیقتیں پائی جاتی ہیں۔ اور جگہ بہ جگہ ایسی آرزو میں بھی پائی جاتی ہیں جن سے انسان کا رجحان نیکی کی جانب پایا جاتا ہے لیکن اُن میں نہ تو الٰہی وعدے اور نہ الٰہی مشورے نہ دعاؤں کے متعلق الٰہی جوابات پائے جاتے ہیں۔ اُن میں کوئی رحمدل۔ پیارا۔ سُننے والا۔ جلالی۔ قدوس اور راستباز خدا جو مثل باپ کے اپنے فرزندوں پر ترس کھاتا اور اُن کو پیار کرتا ہے نہیں پایا جاتا۔ اُن میں کسی قادر مطلق خدا کا بیان نہیں پایا جاتا جو تمام چیزوں اور انسانوں کا بنانے والا ہے۔ اور نہ اُن میں کوئی ایسا خدا ہے جو محبت اور ہم سب کا باپ ہے۔ لیکن بائبل میں یہ سب کچھ پایا جاتا ہے لہٰذا بائبل ہی تمام مذہبی کتابوں میں افضل کتاب ہے۔

ان سب باتوں کے علاوہ اُن دیگر کتابوں میں جلالی درمیانی کا ذکر نہیں جو ابن خدا اور ابن آدم۔ خدا کا برہ اور آدمیوں کا خداوند ہے۔

جو فضل اور سچائی۔ نور اور زندگی اور آیندہ جلال ہے پیدائش ۱: ۱-۳ و یوحنا ۱: ۱-۳ و پیدائش ۸ و یوحنا ۳: ۱۶ و زبور ۲۳ و یوحنا ۱۰ و یسعیاہ ۵۳ و رومیوں ۸ و ۱ کرنتی ۱۵۔ مکاشفہ ۲۱ و ۲۲ کی باتوں کو پڑھنے سے اس بات کا پکا ثبوت ملتا ہے کہ بائبل الٰہی الہام ہے۔ پرانا اور نیا عہدنامہ دونوں یسوع مسیح کا بیان کرتے ہیں جو ایک

اعلیٰ تواریخی حقیقت ہے۔ علاوہ اِسکے وہ تواریخی قدرت اور تواریخی مستقبل بھی ہے۔ سچ مچ اِس کتاب کی بابت یہ کہا جا سکتا ہے کہ "خدا کے جلال نے اُسے روشن کر رکھا ہے اور برّہ اُس کا چراغ ہے" مکاشفہ ۲۱: ۲۳۔

پس جب تک انسان اِس زمین پر قائم رہیگا تب تک یہ کتاب اُس اعلیٰ شخصیت یسوع کا ذکر کرتی رہیگی جو دُنیا کے اشتیاق کا مرکز ہے۔ مسیح تواریخ کی روشنی اور نبوت کی بنیاد ہے۔ مسیح شاہی نجات دہندہ ہے جب تک کہ یہ کتاب بائبل مقناطیس کی مانند لوگوں کے دل اپنی طرف کھینچتی رہیگی تب تک مسیح سب قوموں کی اُمید اور آرزو بنا رہیگا۔ اور لوگ اُس کے باعث قائم رہیں گے اور اُس کے لئے جئیں گے اور اُس کے لئے مرینگے ۶۵۔

---

۶۵ جب یسوع نے کہا کہ "ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں" لوقا ۲۴: ۴۴۔ اور جب اُس نے موسیٰ سے اور سب نبیوں سے شروع کر کے سارے نوشتوں میں جتنی باتیں اُس کے حق میں لکھی ہوئی ہیں وہ اُن کو سمجھا دیں" لوقا ۲۴: ۲۷۔ تو اُس نے صرف بائبل کا خلاصہ اُن کو بتایا۔ سچ پوچھو تو اس میں یسوع مسیح کی تواریخ ہے۔

یہ تو صاف ظاہر ہے کہ پاک کلام کے بعض حصّے بہ نسبت اوروں کے تعلیمی اور تواریخی لحاظ سے زیادہ ضروری اور مفید ہیں۔ مثلاً پیدائش کی کتاب جو سر ہے۔ یا زبور پھیپھڑے ہیں۔ یا اناجیل جو دل ہیں یا خطوط جو زندگی کا خون ہیں۔ لیکن پھر بھی جس طرح کہ چھوٹی انگلی کا سرا یا کان کا ایک ٹکڑا کاٹ دیں تو بدن کی کمالیت اور اُس کی کامیابی میں فرق پڑ جاتا ہے اسی طرح اگر بائبل کا ایک حصہ مثلاً اخبار یا نحمیاہ کی کتاب کا ایک باب ایک چھوٹی سی کتاب جیسے غزل الغزلات یا یہوداہ کا خط جو ہماری نظر میں کم قدر ہیں نکال دیا جائے تو انتظام الٰہی میں فرق پڑ جائے گا اگرچہ مکاشفہ ۲۲: ۱۸ و ۱۹ کی یہ باتیں کہ "میں ہر ایک آدمی کے آگے جو اِس کتاب

(بقیہ صفحہ ۳۳) کی نبوت کی باتیں سنتا ہے گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی اُن میں کچھ بڑھائے تو خدا
اس کتاب میں لکھی ہوئی آفتیں اُس پر نازل کریگا - اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب
کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اُس زندگی کے درخت اور مقدس شہر میں سے
جن کا اس کتاب میں ذکر ہے اُس کا حصہ نکال ڈالیگا" خاص اُسی کتاب کے بارے
میں لکھی گئیں تو بھی وہ ایسے لوگوں پر بھی عاید ہوتی ہیں جو بائبل میں سے کسی باب
کو یا کسی آیت کو رد کر کے الہام پر دھبا لگانا چاہتے ہیں - بائبل کا الہامی ہونا کوئی
خیالی بات نہیں بلکہ وہ ایک حقیقت ہے - اُسکے مختلف حصوں کے تیار کرنے
کی جو باتیں ہیں وہ سب آدمیوں کی کارروائیاں ہیں اور ایک ایک لکھنے والے
کی شخصیت اور طرز و طریقہ مختلف کتابوں پر نقش ہے - لیکن اگر ساری بائبل کو
ایک نظر سے دیکھا جائے تو وہ الٰہی کتاب ہے جو غلطیوں سے پاک اور خدا کا بااختیار
کلام ہے - یہ کوئی انسانی دلیلوں کا نتیجہ نہیں بلکہ روح القدس کا الہام ہے -

باہتمام کالی سے متھرا پرنٹر

انڈین پریس لمیٹڈ الٰہ آباد